حضرت عمر فاروقؓ کی سفارت کاری: تاریخی و تحقیقی مطالعہ

حسین بانو*

ABSTRACT:

Diplomacy is a very old concept. Amongst nations and countries diplomacy has a very important role. This department has been existing long before Islam. There were agreements of war and pacts of peace and trade amongs people. This department became very solid in the period of the Holy Prophet (P.B.U.H). The Holy Prophet (P.B.U.H) established relations with the other rulers of different countries which were very much useful for the growth of Islam.

When Islam spread in Non-Arab countries the Islamic Diplomats displayed wonderful services in the time of Hazrat Umar (R.A.). Hazrat Umar (R.A) belonged to Banu Addi Tribe and this tribe was appointed as diplomats. For this reason Hazrat Umar (R.A) had been the Ambassador of the Holy Prophet(P.B.U.H) and Advisor of Hazrat Abu Bakar (R.A).He provided such principles of diplomacy for which it is difficult to get examples in the history with his knowledge,bravery and fearlessness.

Keywords: Diplomacy, Umar Farooq (R.A), Muslims.

بین الممالک تعلقات اقوام کے مابین نہایت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ کیونکہ خارجی سیاست کا بنیادی مقصد اقوام و ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات کو پائیدار بنانا اور اپنی اہمیت سے آگاہ کرنا ہوتا ہے۔ یہ بات تو واضح ہے کہ جس ملک کی خارجہ پالیسی کی تشکیل مضبوط بنیادوں پر استوار ہوتی ہے، وہی ملک طاقت و عروج کی بلندیوں کو پاتا ہے اور جس ملک کی خارجہ پالیسی کی بنیادیں کمزور ہوتیں ہیں وہ یا تو محکوم رہتی ہے اگر محکوم نہ سہی تو کمزور ریاستوں میں اس کا شمار ضرور کیا جاتا ہے۔ اس لیے خارجہ پالیسی کو تقویت دینے میں سفارت کاری کے عمل سے منہ نہیں موڑا جا سکتا۔ تاریخ کے سیاسی صفحات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مملکتوں کے درمیان تعلقات چاہے سماجی ہوں یا سیاسی، اقتصادی ہوں یا ثقافتی، ان کے فروغ کے لیے قدیم زمانے سے سفارتی سرگرمیاں ایک مسلمہ حقیقت رکھتی ہے۔ کیونکہ یہی وہ سرگرمی ہے جو مختلف ملکوں، قوموں کو ایک دوسرے کے قریب کرتی ہے۔ دنیا میں جب حکومت کا تصور ابھرا تو اس کی اہمیت مزید دو چند ہوگئی اور یہی وہ واحد ذریعہ ہے جو ملکوں کے باہمی مسائل کو آپس میں بیٹھ کر حل کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ سفارت کاری کا ادارہ اگرچہ زمانہ قدیم میں اس قدر منظم اور ترقی یافتہ نہ تھا اور نہ ہی سفارت خانوں کے مستقل دفاتر قائم ہوتے تھے لیکن سیاسی طور پر اسے ایک نمایاں

* ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، وفاقی اردو یونیورسٹی، کراچی   برقی پتا: b_haseen@yahoo.com
تاریخِ موصولہ: ۱۲/۱/۲۰۱۵ء

مقام حاصل تھا۔ جب کسی ملک کے ساتھ سفارتی روابط پیدا کرنے کی ضرورت پیش آتی تو ایسے فرد کو سفیر بنا کر بھیجا جاتا تھا جو زیر غور مسئلے کے ہر پہلو کو خوب سمجھتا ہو، اس کے ساتھ وہ ذہین اور سمجھ دار بھی ہوتا کہ اپنی بات کو موثر انداز میں پیش کر سکے اور دوسرے فریق سے اپنی بات منوا سکے۔ عصر حاضر میں بھی یہی وہ واحد سرگرم ادارہ ہے جس نے کئی قوموں اور ملکوں کے درمیان جنگوں کی کیفیت کو امن میں بدل دیا ہے اور حریف کو حلیف بنانے میں انتہائی اہم کردار ادا کیا ہے۔ سفارت کاری کی اہمیت پر روشنی ڈالنے سے قبل ضروری ہے کہ ماہرین سیاسیات کے افکار کی روشنی میں لفظ سفیر کے بنیادی مفہوم کو سمجھا جائے تا کہ اس تناظر میں سفارت کاری کی اہمیت واضح ہو سکے۔ سفارت کاری کا اصل مقصد یہ ہے کہ سفیر اپنی صلاحیت اور تمام تر خوبیوں کے ساتھ دیگر اقوام تک اپنے پیغام کو موثر طریقے سے پہنچائے اور ان کو اپنے ملک کی ترجیحات سے آگاہ کریں۔

ا۔لفظ سفیر کی تحقیق:

لفظ سفیر کا مادہ ''س۔ف۔ر'' ہے۔ سفیر کی جمع سفراء ہے مسلمان مصنفین سفیر (سفارتی کارندہ) کو یا تو رسول کہتے ہیں جو رسل کی جمع ہے، جو رسول ارسال سے مشتق ہے جس کے لفظی معنی بھیجنا ہے اور کسی خاص مقصد کے لیے کسی کارندے یا نمائندے کو بھیجنے کا مفہوم بھی اس میں شامل ہے۔ یوں تو سفیر اور پیغمبر دونوں اس معنی میں برابر لیکن اصطلاحی وضع میں دونوں کا مفہوم الگ الگ ہے۔ رسول چونکہ خالق کائنات کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے اور وہ خالق کائنات کی طرف سے دیے گئے احکامات کی تبلیغ پر مامور ہوتا ہے اور وہ مبلغ اس زمانے کے کل انسانوں تک کے لیے ہوتا ہے۔ جب کہ سفیر ایک ریاستی نمائندے کے تحت اپنے فرائض سرانجام دیتا ہے جس کا مقصد دو قوموں کا قریب لانا اور اپنے مفادات کو تحفظ دینا شامل ہوتا ہے۔ تاج العروس میں سفیر کی تعریف کچھ اس طرح ذکر کی گئی ہے کہ:

''اَمَّا السفیر فهو الرسول المصلح بین القوم''۔(۱)

''سفیر قوم کے درمیان صلح کرانے والا فرستادہ ہے۔''

یہی تعریف علامہ ابن منظور افریقی نے بھی لسان العرب میں ذکر کی ہے اور بطور دلیل یہ حدیث پیش کی ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان فرمائی کہ:

''بیشک لوگوں نے مجھے تیرے اور ان کے درمیان سفیر بنایا ہے اور وہ قوم کے درمیان اصلاح کرنے والا پیامبر ہوتا ہے جس طرح کہا جاتا ہے کہ میں نے قوم کے درمیان سفارت کی جب وہ دونوں کے درمیان صلح کی کوشش کرے''۔(۲)

اسی طرح سفیر کو المعجم الوسیط میں دو قوموں کے درمیان وسیلہ بننے کے عمل کے لیے استعمال کیا گیا ہے لکھتے ہیں کہ:

''دو قوموں کے درمیان صلح کرانے والا''۔(۳)

محیط المحیط میں سفیر کے منصب کو شعبہ سفارت سے تعبیر کیا گیا ہے جو کہ عبارت سے بھی واضح ہوتا ہے۔لکھتے ہیں کہ:

''سفیر کا وظیفہ اور مقام ارباب سیاست کی اصطلاح میں سفارت ہے''۔(۴)

سفیر کو انگریزی زبان میں Ambassador کہا جاتا ہے۔سفارت کاری کو سائنس اور آرٹ سے بھی تشبیہ دی گئی ہے۔

''سفارت ایک سائنس، آرٹ، نظم و نسق، معاملات کی نگرانی اور دیگر تمام افراد کی جانب سے مخصوص اور مختلف پیشہ وارانہ امور کی بجا آوری کا نام ہے''۔

۲۔حضرت عمر فاروقؓ اور سفارتی خدمات:

خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروقؓ ان اصحاب میں شامل ہیں، جن کی وجہ سے دین اسلام کو شان و شوکت ملی۔حضرت عمر فاروقؓ دین اسلام کے معاملے میں انتہائی سخت گیر مشہور تھے لیکن خلافت کے بوجھ نے آپ کے اندر اعتدال پیدا کر دیا اور آپ نے اپنے فہم و تدبر سے دین اسلام جزیرہ عرب سے باہر نکال کر عجم تک پھیلایا۔آپ کا دور خلافت دین اسلام کے اہم ترین اور شاندار ادوار میں ہوتا ہے۔آپ نے مختلف شعبہ جات قائم کیے اور بعض شعبہ جات میں تبدیلی اور ترمیم کر کے اس کے بہترین اصول و قوانین وضع کیے۔جو آپ کی اعلیٰ ذہانت و فراست کا منہ بولتا ثبوت ہے۔جب آپ خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے دیگر والیان ریاست کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کیے۔حضرت عمر فاروق چونکہ خاندان عدی سے تعلق رکھتے ہیں جو قبیلہ قریش کی ایک شاخ ہے۔زمانہ اسلام سے قبل آپ کے جد اعلیٰ دادا عدی ''سفارت کے صیغے کے افسر تھے یعنی جب قریش کو کسی قبیلے کے ساتھ معاملہ پیش آتا تو یہ سفیر بن کر جایا کرتے تھے''۔(۶)

آپ کے جد اعلیٰ کے انتقال کے بعد قریش نے حضرت عمر فاروق کو اس خاندانی منصب پر برقرار رکھا اور جب کبھی قریش کو کوئی معاملہ درپیش ہوتا تو وہ آپ کو ''سفارتی فرائض انجام دینے کے لیے بھیجتے تھے اسی لیے باہمی جھگڑوں میں ان کے فیصلے بھی اسی طرح تسلیم کیے جاتے جس طرح ان سے پہلے ان کے والد کے فیصلے تسلیم کیے جاتے تھے''۔(۷)

اسی طرح علامہ علی الطنطاوی فاروق اعظم کے زمانہ جاہلیت کے سفارت کاری سے متعلق رقم طراز ہے کہ:

''جب کبھی قریش اور دوسرے قبائل میں جنگ چھڑتی تو مابعد از جنگ مذاکرات صلح کے لیے قریش حضرت عمر کا انتخاب کیا کرتے تھے، اسی طرح کبھی نوبت مناظرہ یا تفاخر کی آجاتی، اس وقت بھی قریش حضرت عمر کو بہ اتفاق آراء اپنا نمائندہ مقرر کرتے تھے۔''(۸)

حضرت عمر فاروقؓ کثرت سفر میں مشہور تھے اور بیرون ممالک اسفار نے ان کو تمام عرب میں روشناس کرا دیا تھا اسی وجہ سے وہ مختلف ممالک کے حالات و واقعات سے آشنا تھے۔مروج الذہب میں علامہ مسعودی لکھتے ہیں کہ:

''اور عمر بن خطاب نے جاہلیت کے زمانے میں عراق و شام کے ساتھ ساتھ عرب و عجم کے علاقوں کے بہت سارے سفر کیے۔''(۹)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمانہ جاہلیت کی طرح زمانہ اسلام میں بھی سفارت کے فرائض سرانجام دیے۔دین اسلام کے مشہور تاریخی صلح حدیبیہ سے پہلے جب رسول اللہ ﷺ نے قریش کی طرف سفیر بھیجنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ کا نظر انتخاب حضرت عمر فاروقؓ پر جا ٹھہری۔تو حضرت عمر فاروقؓ نے انتہائی عاجزی اور بصیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے رسول اللہ کو منع فرماتے ہوئے بہترین جواب دیا اور ایک خوبصورت مشورہ دیا۔مشہور سیرت نگار محمد حسین ہیکل اس بارے میں لکھتے ہیں کہ:

''قریش کو ایک اور موقعہ دینے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے دوسرا قاصد بھیجنے کا فیصلہ کیا اور اس کے لیے حضرت عمر سے فرمایا: انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ: قریش مجھ پر جس قدر برہم ہیں آپ سے پوشیدہ نہیں اور میں بھی ان کے حق میں بہتر نہیں ہوں، مکہ میں میرے خاندان بنی عدی میں سے بھی کوئی نہیں اگر آپ عثمان بن عفان کو بھیج دیں تو مناسب ہوگا، اہل مکہ ان کی بے حد تعظیم کرتے ہیں''۔(۱۰)

۳۔سفرائے ریاست اور ہدایات فاروقیؓ:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ملی تو آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کی سفارت کاری کو قریب سے دیکھا تھا۔آپؓ نے اپنے عہد خلافت میں رسول اللہ ﷺ کے اقدامات کو مدنظر رکھتے ہوئے سفراء کو ہدایات جاری کیں۔اپنے عہد خلافت میں جب صدیق اکبرؓ کسی سفیر کو روانہ کرتے تو ان کو مندرجہ ذیل ہدایات جاری فرماتے۔علامہ ابن اثیر جوزیؒ نے حضرت یزید بن ابوسفیان کو جو ہدایات دی گئیں، انہیں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

''تمہارے پاس دشمنوں کے سفیر آئیں تو ان کی تعظیم کرنا، مگر انہیں اپنے لشکر میں ٹھہرنے کا موقع بہت کم دینا تاکہ جائیں تو تمہارے لشکر کے حال سے ناواقف جائیں انہیں اپنے لشکر میں نہ پھرانا اس سے ان کو تمہاری کمزوریوں کا پتا لگ جائے گا اور جن باتوں کو تم جانتے ہو وہ بھی جان جائیں گے، ان کو اپنے لشکر گاہ کے سب سے زیادہ پرشوکت حصہ میں ٹھہرانا، اور ان کو اپنے لشکر کے لوگوں سے باتیں کرنے کا موقع نہ دینا بلکہ اکیلے تم ہی ان سے گفتگو کرنا، اپنے راز کی باتوں کو آشکار انہیں کرنا اس سے تمہارے ہی لوگوں کے دلوں میں تمہاری طرف سے شبہات پیدا ہوں گے''۔(۱۱)

حضرت صدیق اکبرؓ کے بعد منصب خلافت جب حضرت عمر فارق کو ملی تو آپؓ نے اپنے پیش رو کی طرح سفارتی اقدامات پر بہت زیادہ توجہ کی اور اس کی اہمیت بھی آپؓ کی نظر میں تھی کیونکہ آپ خود بھی سفیر رہ چکے تھے۔حضرت عمر فاروق سفیر اور سفارت کاری میں کسی قسم کی بددیانتی برداشت نہیں کرتے تھے ایک مرتبہ آپ نے مملکت روم میں بغرض تبلیغ سفیر روانہ کیا، جب قاصد کے روانہ ہونے کی خبر آپ کی اہلیہ حضرت ام کلثوم کو معلوم ہوئی تو انہوں نے قاصد کو بلوایا اور خفیہ طور پر بادشاہ روم کی اہلیہ کے لیے تحفہ دیا۔سفیر کی واپسی پر جب حضرت عمر فاروقؓ کو اس کے بارے میں علم ہوا تو آپ

نے مسلمانوں سے مشورہ لیا واقعہ کچھ یوں ہوا کہ:

''حضرت عمرؓ کی چہیتی بیوی ام کلثوم بنت علیؓ نے ایک مرتبہ قسطنطنیہ جانے والے سفیر کو چپکے سے ایک تحفہ سپرد کیا کہ میری طرف سے ہرقل کی بیوی کو پہنچا دینا، سفیر نے اس کو پہنچا دیا، تحفہ وصول کرنے کے بعد قیصر کی بیوی نے عورتوں کو جمع کیا اور کہنے لگی یہ عرب کے بادشاہ کی بیوی کی طرف سے ہدیہ ہے، قیصر کی بیوی نے سفیر کی واپسی پر ایک بہت قیمتی جڑاؤ ہار دیا جو سفیر نے حضرت ام کلثومؓ کو مخفی طور پر پہنچا دیا، حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع ملی تو مسجد میں مجمع عام میں واقعہ بتا کر مشورہ کیا۔ سب نے کہا تحفہ کے بدلے تحفہ، یہ بالکل جائز ہے انہوں نے کہا: نہیں نجی تحفہ سرکاری نامہ بر کے ہاتھوں بھیجا گیا اور بیوی سے معلوم کیا کہ اس کے اپنے بھیجے ہوئے تحفے کی مالیت کیا تھی اور وہ رقم خزانے سے بیوی کو دلائی اور بوزنطی تحفہ بحق سرکار خزانے میں داخل کر دیا''۔(۱۲)

عہد فاروقی میں جنگ قادسیہ کے موقع پر جب مسلمانوں کے لشکر پر ساسانی عہد کا رعب و دبدبہ قائم ہوا اور مسلمان پریشان ہو گئے تو سر براہ لشکر حضرت سعدؓ نے فوراً دارالخلافہ رپورٹ کی تو دارالخلافہ سے حضرت عمر فاروق نے سفیر کو بہترین ہدایات دے کر روانہ کیا اور کہا:

''خدا پر بھروسہ رکھو اور اسی سے مدد مانگو مگر اپنے ساتھ کے چند بہادروں کو سفیر کے طور پر خسرو عجم کے پاس بھیجو جو توحید کی تبلیغ کریں اور ان لوگوں کو دین حق کی طرف بلائیں اسی کارروائی سے امید ہے کہ دشمن کمزور پڑ جائیں گے۔ سعد نے فوراً چودہ ناموران عرب کو منتخب کر کے روانہ کیا جن میں نعمان بن مقرن، عطارد بن حاجب، مغیرہ بن زرارہ، اشعث بن قیس، عمرو بن معدیکرب، مغیرہ بن شعبہ اور مضیٰ بن حارثہ وغیرہ تھے یہ لوگ داعی توحید بن کر لشکر اسلام سے نکلے تو پہلے رستم کے لشکر پہنچے اس نے فوراً قید کر کے مدائن بھیجا''۔(۱۳)

بہرحال یزدجرد کا سفراء اسلام کے ساتھ طویل سوال جواب کا سلسلہ چلتا رہا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق کی طرف سے وقتاً فوقتاً ہدایات ملتی رہی آخر کار مشورہ سے اتمام حجت کے لیے آخری بار حضرت سعد نے تین سفیر بھیجے لیکن جنگ مقدر ٹھہری اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی جس پر امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے انتہائی مسرت کا اظہار کیا۔

جب رومیوں نے دوبارہ سرکشی کا ارادہ کیا اور اپنی پوری شہنشاہی کا زور مسلم حکومت کے خلاف صرف کرنے پر آمادہ ہو گئے تو سپہ سالا حضرت ابوعبیدہ نے اس طوفان کو روکنے کے لیے افسروں سے مشورہ کیا اور تمام مفتوحہ علاقوں کو خالی کر دیا ۔ جب حضرت عمر فاروقؓ کو مسلمانوں کی دشمن کے سامنے سے ہٹ جانے کی خبر ملی تو آپ بہت رنجیدہ ہوئے لیکن جب حکمت علمی کا معلوم ہوا تو پھر آپ کو تسلی ہو گئی۔ اس کے بعد سفیر کو ہدایت دی کہ خود ایک ایک صف میں جا کر زبانی یہ پیغام

پہنچایا کہ:

''اے برادران اسلام! عمر نے بعد سلام تم کو یہ پیغام دیا ہے کہ پوری سرگرمی کے ساتھ جنگ کرو، اور دشمنوں پر شیروں کی اس طرح حملہ آور ہو کہ وہ تم کو چیونٹیوں سے زیادہ حقیر معلوم ہوں، ہم کو یقین کامل ہے کہ خدا کی نصرت تمہارے ساتھ ہے اور آخر فتح تمہارے ہاتھ ہے''۔(۱۴)

حضرت عمر فاروقؓ باجود اس کے کہ سربراہ ریاست تھے لیکن ہر جگہ ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کے حالات معلوم کرتے اور فورا دادرسی کرتے۔حضرت عمر فاروقؓ جب اپنی زندگی کے آخری سفر پر شام روانہ ہوئے تو راستے میں ایک عبرت انگیز واقعہ پیش آیا۔راستے میں ایک ''خیمہ دیکھا، سواری سے اتر خیمہ کے قریب گئے، ایک بڑھیا عورت نظر آئی۔اس پوچھا کہ عمر کا کچھ حال معلوم ہے؟ اس نے کہا ہاں، شام سے روانہ ہو چکا ہے لیکن خدا اس کو غارت کرے آج تک مجھ کو اس کے ہاں سے ایک حبہ بھی نہیں۔حضرت عمرؓ نے کہا اتنی دور کا حال عمر کو کیونکر معلوم ہو سکتا ہے۔بولی کہ اس کو رعایا کا حال معلوم نہیں تو خلافت کیونکر کرتا ہے۔حضرت عمر کو سخت رقت ہوئی اور بے اختیار رو پڑے''۔(۱۵)

۴۔عہد فاروقیؓ کی سفارت کاری کے سیاسی اثرات:

حضرت عمرؓ وہ کامیاب خلیفہ اور صاحب فراست سفارت کار رہے ہیں جس کی تاریخ میں نظیر ملنا مشکل ہے۔آپ کی سیاسی و سفارتی اقدامات کے باعث جب مملکت اسلامیہ کے سفراء اور فوج مفتوحہ سرزمین پر اسلام کے جھنڈے گاڑنے کے بعد واپس اپنے دارالخلافہ لوٹتے تو وہاں کی رعایا کی حالت عجیب ہوتی تھی۔ایک مرتبہ حمص سے مسلمان سپاہ مرکز کی طرف واپس لوٹ رہی تھی تو دارالحکومت کے ہدایات کے مطابق سپہ سالار حضرت ابوعبیدہؓ نے افسر خزانہ کو کہا کہ اہلِ حمص اور اردگرد کے اضلاع کا جزیہ واپس کردو کیوں کہ اس وقت ہم ان کی حفاظت کا ذمہ نہیں لے سکتے۔عیسائیوں پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ ''وہ روتے جاتے تھے اور جوش سے کہتے جاتے تھے کہ خدا تم کو واپس لائے۔یہودیوں پر اس سے بھی زیادہ اثر ہوا۔انہوں نے کہا: توریت کی قسم جب تک ہم زندہ ہے قیصر حمص پر قبضہ نہیں کر سکتا''۔(۱۶)

سفیر فاروقی اور سپہ سالار نے یہ سلوک صرف حمص والوں کے ساتھ ہی روا نہیں رکھا بلکہ تمام مفتوحہ علاقوں میں تحریری طور پر خبر روانہ کی کہ جس قدر جزیہ کا رقم کا وصول کیا جا چکا ہے فورا واپس کردی جائے۔

عہد فاروقی میں سفراء کرام کی کامیاب سفارتی سرگرمیوں کے نتیجے میں کثیر مالِ غنیمت اور دوسرے نوادرات مسلمان کے ہاتھ لگے۔مگر کسی ایک سپاہی نے اپنے پاس سوئی تک بھی نہ رکھی جس پر حضرت عمر فاروق انتہائیؓ حیران رہ گئے۔اس کے علاوہ سفراء کی دعوت کے نتیجے میں جو امراء و سلاطین مشرف با سلام ہوئے اور ان کے ساتھ ہی ان کی رعایا نے اسلام قبول کر لیا تو ان پر اسلام کی طرف سے زکوۃ نافذ ہوئی جنہوں نے اپنے مذہب پر رہتے ہوئے جزیہ دینے پر آمادگی ظاہر کی ان سے جزیہ وصول کیا۔یوں مسلمانوں سے زکوۃ اور غیر مسلموں سے محصولات کی ایک کثیر تعداد مدینہ میں پہنچی۔تو اس سے

مسلمانوں کی معاشیات پر بھی اثرات پڑے۔جس سے بیت المال کی آمدنی میں اضافہ ہوا،اور مستحق اور نادار صحابہ کی امداد ہوئی۔

حضرت عمر فاروقؓ مجموعہ کمالات تھے۔آپ وہ عظیم شخصیت تھے جنہوں نے سلطنت کے کاموں کو رعایا کی خبر گیری اور بین الاقوامی معاملات میں آڑ نہیں بننے دیا نہ ہی اپنی ذاتی زندگی کو امور سلطنت میں رکاوٹ سمجھا۔آپ کو ایک مفکر نے بڑی دلنشین انداز میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ:

> ''آپ کی بین الاقوامی شخصیت اگرچہ اپنے عہد کی بلند ترین مقام پر فائز تھی لیکن زندگی کے کسی مرحلے پر انداز زیست میں کوئی ترفع پیدا نہ ہوا۔بائیس لاکھ مربع میل پر تنہا فرمانروائی کرنے والا اور دنیائے معلومہ کے نظامہائے سلطنت کو تہ وبالا کرنے والا کون سا انسان ہے جو پڑوسیوں کے لیے ان کی بکریوں کو دودھ دوہ دیتا ہو جو بیت المال کی خارشی اونٹوں کو اپنے ہاتھ سے تیل ملتا ہو۔جو راتوں کو گشت لگا کر رعایا کی خبر گیری بھی کرتا ہو اور خدا کے سامنے بندہ عاجز بن کر شب زندہ داری بھی کرتا ہو۔جو گھی اور گیہوں کھانا اس لیے چھوڑ دے کہ ساری آبادی کو یہ میسر نہیں۔جو بے تکلف زمین پر آرام کر لیتا ہو جس نے ہجوم کار کی وجہ سے دن کا آرام ترک کر دیا ہو اور جس کے کپڑے میں دس دس پیوند لگے ہوں۔پھر یہ ایک طرف امور مملکت کا بے نظیر انتظام و انصرام کرتا ہو تو دوسری طرف فقہی گتھیوں کو سلجھاتا ہے۔ایک ہی وقت میں روحانی پیشوا بھی ہے اور سیاسی امام بھی،فاتح ممالک بھی ہے اور فاتح قلوب بھی اور دلبری کی دو متوازن قوتیں کس میں جمع ہو سکتی ہیں؟''۔(۱۷)

الغرض عہد فاروقی میں آپؓ کے پاس ملک کے مختلف حصوں سے سفارتیں آتی اور ہر قسم کی ضروری امور آپ کے سامنے طے ہوتے۔سفارت کاری سے ''حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے زمانے میں وہ کام لیا جو آج کل جمہوری سلطنتوں میں رعایا کے قائم مقام ممبر انجام دیتے ہیں''۔(۱۸)

۵۔حاصل کلام:

اسلام کے نظام سیاست میں سفارت کاری کا شعبہ نہایت اہم تصور کیا جاتا ہے۔مذہب اسلام کی بنیاد ہی دین اسلام کی سفارت اور اس کی دعوت کو عام کرنا ہے۔اسی وجہ سے خود رسول اللہ ﷺ دعوت دین کے سلسلے میں جزیرہ عرب کے ساتھ عجم میں بھی کامیاب رہیں اور اسلامی تحریک کو فروغ ملا۔دین اسلام جب عرب سے نکل کر عجم میں پھیلا تو طرح طرح کے مسائل پیش آنے لگے۔اسلام کے اولین خلیفہ ابو بکر صدیقؓ نے اس سلسلے میں مسلمان سفیروں کو جامع ہدایات دیں جس نے نہ صرف دین اسلام کی اشاعت میں اپنا کردار ادا کیا بلکہ اسلامی تعلیمات سے لوگ آشنا بھی ہوئے۔

اسلامی تاریخ میں سفارت کاری کو حقیقی ترقی عہد فاروقی میں ملی کیونکہ آپ کا دور حکومت طویل رہا اور اسلام کا جھنڈا مختلف اقوام میں لہرایا۔ حضرت عمر فاروق کے عہد حکومت میں سفارت کاری کا بنیادی تصور وہی تھا جو آپ سے قبل آپ کے پیشرو کا تھا لیکن آپ نے جس طرح حکومت کے دیگر شعبہ جات وادارے قائم کیے ایسے ہی اپ نے سفارت کاری پر بھی بھرپور توجہ دی ۔

چونکہ حضرت عمر فاروقؓ کا تعلق قبیلہ بنوعدی سے تھا جو ماقبل اسلام بھی سفارت کے فرائض انجام دیتا تھا اور فاروقِ اعظم کیوں کہ اپنے خاندانی منصب پر فائز رہے تھے۔ قبول اسلام کے بعد آپ نے اپنے سابقہ تجربات کو دین اسلام کے لیے بھی استعمال کیا۔ اس کے علاوہ حضرت عمر فاروقؓ رسول اللہؐ کے سفیر اور ابوبکر صدیقؓ کے مشیر رہے، انہوں نے اپنے خلوص ومحبت، علم وفراست، جرات وبے باکی اور دوٹوک انداز سے مخالفین کو حیران وششدر کردیا۔ انہوں نے جو ہدایات واصول اپنے دور حکومت میں سفراء کرام کے لیے جاری کیں وہ شعبہ سفارت کاری کے لیے بہت اہم ہے۔ اگر آج بھی معزز سفراء کرام فاروق اعظمؓ کے سفارت کاری کے ان سنہری اصولوں کو اپنالیں تو ممالک و اقوام میں بڑھتی ہوئی نفرت، دہشت گردی، ناانصافی اور کمزور اقوام کے استحصال کو روکا جاسکتا ہے جو نہ صرف اقوام وممالک کے لیے باعث اطمینان ہوگا بلکہ افراد معاشرہ کو ایک پرامن معاشرہ تشکیل دینے میں بھی معاون ومددگار ثابت ہوگا۔ اس وقت دنیا کو جنگوں کی نہیں بلکہ باہمی امن وصلح کی ضرورت ہے۔ جس کے لیے عہد فاروقی کی ہدایات بہترین روڈ میپ ہیں۔

مراجع وحواشی

(۱) الحسینی، الزبیدی، سید محمد مرتضیٰ "**تاج العروس من جواهر القاموس**" ج، ۱۲، ص ۱۴۱، التراث العربیہ، الکویت، ۱۹۷۳ء
(۲) افریقی، ابن منظور "**لسان العرب**" ج: ۳، ص ص، ۲۶، ۲۰، دار المعارف، قاہر، س، ن
(۳) ابراہیم الخمیس "**المعجم الوسیط**" ج ۱، ص ۴۳۳، احیاء التراث العربی، بیروت، س، ن　　(۴) االیضا، ص ۹۶۳
(۵) Hussain umer Haji Al-sheikhany,The International Colleges of islamic since (London) p.174
(۶) نعمانی، شبلی، علامہ "**الفاروق**" ص، ج، ا، ص، ۲۰، دار المصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، ۱۹۹۳
(۷) ہیکل، محمد حسین "**الفاروق عمر**" مترجم حبیب اشعر، ص ۵۲، اسلامی کتب خانہ، لاہور، س ن
(۸) ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ "**الاستیعاب فی معرفة الاصحاب**" ج ۲، ص ۴۱۵، دائرہ معارف النظامیہ، حیدرآباد، دکن، ۱۳۳۶ھ
(۹) المسعودی، ابی الحسن علی بن الحسین بن علی "**مروج الذهب**" ج ۲، ص ۳۳۹، المکتبہ التجاریہ، مصر، ۱۹۴۸ء
(۱۰) ہیکل، محمد حسین "**حیات محمد**ﷺ" ص ۳۶۰، مطبع دار الکتب المصریہ، قاہرہ، ۱۳۵۴ھ
(۱۱) الجزری، علی بن ابی الکرم، ابن اثیر "**الکامل فی التاریخ**" ج ۲، ص، ۲۷۷، دار الفکر، بیروت، ۱۹۷۸ء
(۱۲) النجار، عبدالوہاب "**الخلفاء الراشدون**" ص ۲۴۵، دار القلم، بیروت، ۱۹۸۶ء
(۱۳) لکھنوی، عبدالحلیم شرر "**تاریخ اسلام**" ج ۱، ص ۳۰۷، مطبع جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد دکن، ۱۹۲۶ء
(۱۴) نعمانی، شبلی، علامہ "**الفاروق**" ج ۱، ص ۱۲۹، محولہ بالا
(۱۵) ایضا ج ۲، ص ۱۸۶　　(۱۶) ایضا، ج ۱، ص ۱۲۸
(۱۷) پھلواری، ندوی، شاہ محمد جعفر "**رفقائے نبی**" ص ۶۲، مکتبہ امداد الغرباء، سہارنپور، س، ن
(۱۸) نعمانی، شبلی، علامہ "**الفاروق**" ج ۲، ص ۱۸۵، محولہ بالا